

از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 11 دسمبر 1958

پی وی سیوراجن

بنام

دی یونین آف انڈیا و دیگر

(ایس آر داس، چیف جسٹس، ایس کے داس، پی بی گیندر گڈکر، کے این وانجو اور ایم ہدایت اللہ،
جسٹس صاحبان)

کوئٹہ کی صنعت، ضابطے اور کنٹرول - برآمد کنندہ اور لائسنس یافتہ کی تصدیق - مقداری
جانچ - آئینی جواز - کوئٹہ کی صنعت ایکٹ، 1953 (45، سال 1953)، دفعہ 26، قواعد
18، 19، 20 (1) (a)، 21، 22 (a) - آئین ہند، آرٹیکل 14، 19.

درخواست گزار، جو ایک برآمد کنندہ اور کوئٹہ مصنوعات کی برآمد کے لیے لائسنس یافتہ کے
طور پر تصدیق کے لیے ایک ناکام درخواست گزار ہے، نے کوئٹہ کی صنعت ایکٹ، 1953 (45، سال
1953) کی دفعہ 26 (1) کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے مرکزی حکومت کی طرف
سے بنائے گئے قواعد 18، 19، 20 (1) (a)، 21 اور 22 (a) کے اختیارات کو چیلنج کیا۔ اس ایکٹ کا
مقصد مفاد عامہ میں کوئٹہ کی صنعت کا ضابطہ اور کنٹرول تھا۔ ان کی جانب سے یہ دعویٰ کیا گیا کہ متنازعہ
قواعد، جو قائم شدہ برآمد کنندگان کے اندراج کے لیے مقداری، نہ کہ معیاری جانچ کا تعین کرتے
ہیں، ایکٹ کی توضیحات سے مطابقت نہیں رکھتے اور اس طرح، ایکٹ کے دائرہ اختیار سے باہر ہیں اور
یہ کہ وہ ناریل کی اشیاء کی برآمدی تجارت میں اجارہ داری پیدا کرنے کا رجحان رکھتے ہیں اور اس طرح
چھوٹے ڈیلروں کے کاروبار کو تباہ کرتے ہیں اور اختیار سے باہر کاروبار کرنے والوں اور چھوٹے پیمانے
پر کاروبار کرنے والوں کے درمیان امتیازی سلوک کرتے ہیں اور اس طرح آئین کے آرٹیکل 19 اور
14 پر اعتراض کرتے ہیں۔

قرار پایا گیا کہ تنازعات بے بنیاد تھے اور ان کی نفی کی جانی چاہیے۔

کوئٹہ کی صنعت ایکٹ، 1953 میں کوئی ایسی توضیح نہیں تھی جس میں مقداری جانچ کے اطلاق کو خارج یا ممنوع قرار دیا گیا ہو اور قواعد کسی بھی طرح سے ایکٹ سے مطابقت نہیں رکھتے تھے اور نہ ہی ایکٹ کے دفعہ 26 کے ذریعے مرکزی حکومت کو دیئے گئے اختیارات سے تجاوز کرتے تھے۔

جہاں کوئی قانون مفاد عامہ میں کسی صنعت کو کنٹرول کرنے کی کوشش کرتا ہے تو یہ واضح طور پر قاعدہ بنانے والے اتھارٹی کے لیے ہو گا کہ وہ فیصلہ کرے کہ کون سے قواعد و ضوابط مفاد عامہ کی ضروریات کو پورا کریں گے۔ اس طرح کے قواعد و ضوابط، اگرچہ آرٹیکل 19(6) کے معنی میں معقول ہیں، ان لوگوں کے لیے مشکلات کا باعث بن سکتے ہیں جو ان کی تعمیل کرنے میں ناکام رہے۔ لیکن ایک بار جب یہ تسلیم کر لیا گیا کہ تجارت کے ضابطے اور کنٹرول کو مفاد عامہ میں جائز قرار دیا گیا ہے، تو آرٹیکل 19(1)(g) کو قواعد کی صداقت کو چیلنج کرنے کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکا۔

نہ ہی تنازعہ قوانین نے آئین کے آرٹیکل 14 کی خلاف ورزی کی۔ قواعد 18 اور 19 کے تحت تاجروں کی درجہ بندی واضح طور پر ایک قابل فہم فرق پر مبنی تھی جس کا ایکٹ کے مقصد سے عقلی تعلق تھا۔ قواعد کے ذریعے کوآپریٹو سوسائٹیوں کے حق میں کچھ متعلقہ جانچوں سے دی گئی چھوٹ اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ قانون سازی یہ چھوٹے تاجروں کی حوصلہ افزائی کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے یہ کہنا درست نہیں تھا کہ قوانین تجارت میں اجارہ داری کا باعث بنیں گے۔

اصل دائرہ اختیار: پٹیشن نمبر 121، سال 1958۔

بنیادی حقوق کے نفاذ کے لیے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت درخواست۔

درخواست گزار کی طرف سے جی بی پائی اور سردار بہادر۔

جواب دہندگان کی طرف سے بھارت کے اٹارنی جنرل ایم سی سینتلاوڈ، بی سین اور ٹی ایم سین۔

11.1958 دسمبر۔

عدالت کا فیصلہ گجیندر گڈ کر جسٹس نے سنایا۔

گجیندر گڈکر، جسٹس - درخواست گزار پچھلے بیس سالوں سے بیرون ممالک میں کوئز کی مصنوعات کے برآمد کنندہ کے طور پر کاروبار کر رہا ہے۔ 4 جولائی 1958 کو، انہوں نے مدعا علیہ 2، چیئرمین، کوئز بورڈ، ایرنا کولم کو درخواست دی، جس میں درخواست کی گئی کہ وہ ایک قائم شدہ برآمد کنندہ کے طور پر تصدیق شدہ ہوں۔ اس درخواست کے ساتھ انکم ٹیکس کلیئر انس سرٹیفکیٹ اور لینڈنگ کے بلوں کی تصدیق شدہ نقل تھیں۔ مدعا علیہ 2 نے درخواست گزار کو اس بنیاد پر رجسٹر کرنے سے انکار کر دیا کہ اس کی درخواست ناقص تھی کیونکہ اس کی مالی حیثیت سے متعلق مطلوبہ سرٹیفکیٹ پیش نہیں کیا گیا تھا اور یہ ظاہر کرنے کے لیے کوئی ثبوت نہیں دیا گیا تھا کہ اس نے مطلوبہ کم از کم مقدار (500 Cwts.) برآمد کی تھی۔ درخواست گزار کو بتایا گیا کہ جب تک وہ سات دن کے اندر مانگے گئے تقاضوں کی تعمیل نہیں کرتا اس کی درخواست بغیر مزید نوٹس کے خارج کر دی جائے گی۔ درخواست گزار نے پایا کہ وہ مدعا علیہ 2 کی طرف سے جاری کردہ ہدایات کی تعمیل نہیں کر سکا اور اس لیے درخواست گزار کے لیے اس کی طرف سے رجسٹریشن اور لائسنس حاصل کرنا ناممکن ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے موجودہ درخواست آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت دائر کی اور درخواست کی کہ وہ انتہائی کی نوعیت کی رٹ یا حکم جاری کرے تاکہ دوسرے مدعا علیہ کو درخواست گزار کو رجسٹریشن اور لائسنس دینے کی ہدایت کرے جیسا کہ اس نے درخواست کی ہے اور مذکورہ مدعا علیہ کو عدالتی پروانہ، ممانعت یا اس کے حقوق کے تحفظ کے لیے موزوں ایسی دوسری رٹ یا حکم جاری کر کے کوئز کی صنعت ایکٹ 1953 کے تحت جاری کردہ قواعد پر عمل کرنے یا ان پر عمل درآمد کرنے سے منع یا روک دے۔ درخواست گزار نے یہ بھی درخواست کی کہ "اگر ضروری پایا گیا" تو مذکورہ قوانین کو مرکزی حکومت کے اختیارات سے بالاتر اور آئین کے آرٹیکل 14 اور 19 کے ذریعے ضمانت شدہ بنیادی حقوق کی خلاف ورزی قرار دیا جانا چاہیے۔ بھارتی یونین کو عرضی میں مدعا علیہ 1 کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔

درخواست کے ذریعے اٹھائے گئے نکات پر غور کرنے سے پہلے کوئز کی صنعت ایکٹ، 1953 (45، سال 1953) کی توضیحات، جسے اس کے بعد ایکٹ کہا جاتا ہے، اور 1958 میں اس کے تحت بنائے گئے قواعد کا مختصر حوالہ دینا ضروری ہو گا۔ یہ قانون پارلیمنٹ کے ذریعہ نافذ کیا گیا تھا کیونکہ یہ عوامی مفاد میں مناسب سمجھا گیا تھا کہ یونین کوئز کی صنعت (دفعہ 2) کو اپنے کنٹرول میں لینا چاہئے۔ ایکٹ کا دفعہ 4 کوئز بورڈ کے قیام اور تشکیل کے لیے فراہم کرتا ہے اور دفعہ 10 اس کے افعال اور فرائض کی وضاحت کرتا ہے۔ دفعہ 10(1) کے تحت بورڈ کا فرض ہو گا کہ وہ ایسے اقدامات

کے ذریعے ترقی کو فروغ دے جو وہ کوئز کی صنعت کی مرکزی حکومت کے زیر انتظام ترقی کو مناسب سمجھے۔ ذیلی دفعہ (2) ان اقدامات کا شمار کرتی ہے جو بورڈ ذیلی دفعہ (1) کی توضیحات کی عامیت پر جانبداری کے بغیر کوئز کی صنعت کو ترقی دینے کے مقصد سے اٹھا سکتا ہے۔ اس طرح شمار کیے گئے اقدامات میں، ذیلی دفعہ (2)(b) سے مراد مرکزی حکومت کی نگرانی میں کوئز کی مصنوعات کی صنعتی عمل کے لیے کوئز اور لومز کو رجسٹر کر کے، کوئز کی مصنوعات کے مینوفیکچررز، کوئز، اور کوئز کی مصنوعات کے برآمد کنندگان کو لائسنس دینا اور ایسے دیگر مناسب اقدامات کرنا جو تجویز کیے جائیں۔ ذیلی دفعہ (2)(g) سے مراد چھلکے، کوئز اور ناریل کے سوت کے تیار کرنے والوں اور کوئز کی مصنوعات کے مینوفیکچررز کے درمیان تعاون پر مبنی تنظیم کو فروغ دینا ہے، اور ذیلی دفعہ (2)(i) سے مراد تعطیلات جگہوں اور گوداموں کا لائسنس دینا ہے اور بصورت دیگر اندرونی بازار اور برآمدات دونوں کے لیے کوئز، اور کوئز مصنوعات کے ذخیرہ اور فروخت کو منظم کرنا ہے۔ دفعہ 26(1) مرکزی حکومت کو سابقہ اشاعت کی شرط کے تابع ایکٹ کے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے قواعد بنانے کا اختیار دیتی ہے۔ ذیلی دفعہ (2) ان معاملات کا شمار کرتی ہے جن کے سلسلے میں قواعد بنائے جا سکتے ہیں، خاص طور پر اور ذیلی دفعہ (1) کے ذریعے دیے گئے اختیارات کی عامیت پر جانبداری کے بغیر۔ ذیلی دفعہ (2)(k) سے مراد دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ کوئز مصنوعات کے مینوفیکچررز کی رجسٹریشن اور اس طرح کے رجسٹریشن کی شرائط اور ایکٹ کے تحت لائسنسوں کی گرانٹ یا اجراء اور ذیلی دفعہ (2)(1) ایکٹ کے تحت رجسٹریشن اور لائسنسوں کے لیے درخواستوں کی شکل اور ایسی کسی بھی درخواست کے سلسلے میں ادا کی جانے والی فیس، اگر کوئی ہو، سے متعلق ہے۔

دفعہ 26 کے ذریعے دیے گئے اختیارات کے تحت مرکزی حکومت نے 1958 میں قواعد وضع کیے۔ موجودہ درخواست کے مقاصد کے لیے قواعد 17 سے 22 کا حوالہ دینا متعلقہ ہو گا۔ قاعدہ 17 برآمدات کے اندراج اور لائسنسنگ سے متعلق ہے؛ اور اس میں یہ التزام ہے کہ کوئی بھی شخص اس قاعدے کے نافذ ہونے کے بعد، کوئز، ناریل کے دھاگے یا کوئز کی مصنوعات کو برآمد نہیں کرے گا جب تک کہ وہ برآمد کنندہ کے طور پر تصدیق شدہ نہ ہو اور ان قواعد کے تحت برآمد کا لائسنس حاصل نہ کر لے۔ فقرہ ان استثنیات سے متعلق ہے جن سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے۔ قاعدہ 18 یہ بتاتا ہے کہ کوئی بھی شخص جس نے قواعد کے آغاز سے فوراً پہلے کے تین سالوں میں کوئز کے علاوہ پچیس ٹن ناریل کے دھاگے یا کوئز کی مصنوعات برآمد کی ہیں، یا کوئز یا کوئز کی کسی بھی مقدار کو برآمد کیا ہے، وہ کوئز، کوئز کے علاوہ کوئز کی مصنوعات کا برآمد کنندہ تصدیق شدہ ہو سکتا ہے۔ قاعدہ

19 قاعدہ 18 کے تحت آنے والے افراد کے علاوہ دیگر افراد کے اندراج کے لیے فراہم کرتا ہے اور یہ دیگر باتوں کے ساتھ یہ بھی بتاتا ہے کہ ایسے افراد کو کوئز کے برآمد کنندگان کے طور پر رجسٹر کیا جا سکتا ہے اگر درخواست کی تاریخ سے فوراً پہلے بارہ ماہ کی مدت کے دوران، کم از کم پچیس ٹن کوئز دھاگے کی مقدار کو درخواست گزار کی ملکیت یا دوسری صورت میں بھارتیہ فیکٹری ایکٹ 1948 کے تحت تصدیق شدہ فیکٹری میں گچھوں یا گانٹھوں میں باندھا گیا، یا، اگر درخواست گزار کا کل خریداری کا کاروبار ایک سو ٹن کوئز کے دھاگے کا رہا ہو۔ اس قاعدے کا فقرہ چیئر مین کو نوٹیفیکیشن کے ذریعے کسی بھی کو آپریٹو سوسائٹی کو اس اصول کے عمل مستثنیٰ کرنے کا اختیار دیتی ہے جس کے اراکین صنعتی اداروں یا کسی سنٹرل کو آپریٹو مارکیٹنگ سوسائٹی کے مالک ہوں۔ قواعد 20 اور 22 بالترتیب بطور برآمد کنندہ اور لائسنس کے لیے رجسٹریشن کے لیے درخواست دینے کا طریقہ تجویز کرتے ہیں جبکہ قاعدہ 21 رجسٹریشن کی منسوخی کے لیے فراہم کرتا ہے۔ موجودہ عرضی میں ایکٹ کی کسی بھی شق کے جواز کو چیلنج نہیں کیا گیا ہے۔ تاہم اس میں قواعد 18، 19، 20، (1)(a)، 21 اور 22(a) کے اصولوں کو چیلنج کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ کوئز اور کوئز کی مصنوعات ہماری قومی معیشت میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ وہ ایسی اشیاء ہیں جو زرمبادلہ کماتے ہیں، ان اشیاء میں ہماری برآمدات کی کل قیمت دس کروڑ روپے سالانہ ہے۔ یہ پایا گیا کہ ان اشیاء کی برآمدی تجارت میں متعدد بے ضابطگیاں پیدا ہوئیں جیسے معاہدوں کو پورا نہ کرنا، ناقص خصوصیات والی اشیاء کی فراہمی اور سخت مسابقت؛ اور اس کے نتیجے میں تجارت کے حجم پر کافی اثر پڑا۔ یہی وجہ ہے کہ پارلیمنٹ نے یہ ضروری سمجھا کہ یونین کو اپنی برآمدی تجارت منضبط کرنا کرنے کے لیے کوئز کی صنعت کو اپنے کنٹرول میں لینا چاہیے۔ کوئز کی صنعت کو فروغ دینے کے مقصد سے ہی کوئز بورڈ قائم کیا گیا ہے اور برآمد کنندگان کی رجسٹریشن اور لائسنسنگ متعارف کرائی گئی ہے۔ درخواست گزار اس موقف پر اختلاف نہیں کرتا اور ایکٹ کی متعلقہ توجیحات کی خلاف کوئی شکایت یا شکایت نہیں کرتا ہے۔

تاہم، اس بات اختیار سے باہر دیا جاتا ہے کہ متعلقہ قواعد جو قائم شدہ برآمد کنندگان کے اندراج کے لیے مقداری جانچ کا تعین کرتے ہیں وہ غیر موثر ہیں کیونکہ مذکورہ جانچ کا تعارف ایکٹ کی توجیحات سے مطابقت نہیں رکھتا ہے۔ اس سلسلے میں درخواست گزار کی طرف سے جناب پائی نے بیرونی مارکیٹنگ کے لیے ایڈہاک کمیٹی کی پیش کردہ رپورٹ پر انحصار کرنے کی کوشش کی جسے کوئز بورڈ نے 20 اگست 1954 کو مقرر کیا تھا۔ ان کی شکایت یہ ہے کہ مذکورہ کمیٹی کی رپورٹ میں

مقداری جانچ کو اپنانے کی سفارش نہیں کی گئی ہے، لیکن ایسا لگتا ہے کہ معیاری جانچ زیادہ مناسب ہو گا۔ اور یہ، جناب پائی کے مطابق، اس بات کی بھی نشاندہی کرتا ہے کہ قواعد کے ذریعہ مقداری جانچ کو غلط طریقے سے تجویز کیا گیا تھا۔ ہم ان دلائل سے متاثر نہیں ہیں۔ یہ واضح ہے کہ ایکٹ میں ایسا کوئی التزام نہیں ہے جو برآمد کنندگان کے اندراج یا برآمدی تجارت کے لیے لائسنس جاری کرنے کے لیے قواعد بنانے میں مقداری جانچ کے اطلاق کو خارج یا منع کرتا ہو۔ درحقیقت ایکٹ نے جان بوجھ کر یہ اصول سازی کے اختیار پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ ایسے قواعد وضع کرے جنہیں وہ تجارت کو منظم کرنے کے لیے مناسب سمجھے اور اس لیے اس دلیل کو قبول کرنا ممکن ہو گا کہ اصول سازی کا اختیار مقداری امتحان کے بجائے کو الٹی تجویز کرنے کا پابند تھا۔ اس کے علاوہ، ایسا نہیں لگتا کہ کمیٹی کی رپورٹ جس پر جناب پائی نے انحصار کیا، یقینی طور پر معیاری جانچ کو اپنانے کے لیے اس کی جانب داری کی نشاندہی کرتی ہے۔ درحقیقت مذکورہ رپورٹ کے ضمیمہ 11 میں یہ تجویز کیا جائے گا کہ درحقیقت کمیٹی مقداری جانچ کو اپنانے کے خلاف نہیں تھی؛ لیکن اگر کمیٹی نے واضح طور پر معیاری جانچ کو اپنانے کی سفارش کی تھی، نہ کہ مقداری، تو یہ تجویز کرنا بے کار ہو گا کہ کور بورڈ مذکورہ سفارش کو قبول کرنے کا پابند تھا یا مرکزی حکومت کمیٹی کی سفارشات کے برخلاف قواعد بنانے کی اہل نہیں تھی۔ قواعد کی صداقت کو کامیابی سے چیلنج کیا جا سکتا ہے اگر یہ دکھایا جائے کہ وہ ایکٹ کی توضیحات سے مطابقت نہیں رکھتے ہیں یا یہ کہ انہیں ایکٹ کی دفعہ 26 کے ذریعے قاعدہ سازی کے اختیار کو دیے گئے اختیارات سے تجاوز کیا گیا ہے۔ ہماری رائے میں، متنازعہ قوانین کے حوالے سے ایسی کوئی کمزوری قائم نہیں کی گئی ہے۔

اس کے بعد یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ متعلقہ قوانین بالآخر ناریل کے ناریل کی اشیاء کی برآمدی تجارت میں اجارہ داری قائم کرنے کا رجحان رکھتے ہیں اور اس طرح درخواست گزار جیسے چھوٹے ڈیلروں کی تجارت یا کاروبار کو ختم کر دیں گے۔ یہ بھی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ مقداری جانچ کا اطلاق بڑے پیمانے پر کاروبار کرنے والے افراد اور چھوٹے پیمانے پر کاروبار کرنے والوں کے درمیان امتیازی سلوک کرتا ہے۔ اس طرح آئین کے آرٹیکل 19 اور 14 کو لاگو کیا جاتا ہے اور متعلقہ قواعد کی صداقت کو اس بنیاد پر چیلنج کیا جاتا ہے کہ وہ مذکورہ آرٹیکلوں کے تحت درخواست گزار کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس دلیل میں کوئی بنیاد نہیں ہے۔

اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ ناریل کے ناریل کی صنعت کا ضابطہ مفاد عامہ میں ہے، تو اس دلیل کو قبول کرنا مشکل ہو گا کہ ضابطہ یا کنٹرول صرف معیاری جانچ کی بنیاد پر متعارف کرایا جانا چاہیے۔ یہ

اچھی طرح سے ہو سکتا ہے کہ معیاری جانچ کو متعارف کرانے اور مؤثر طریقے سے نافذ کرنے میں کئی مشکلات ہیں۔ یہ اچھی طرح سے جانا جاتا ہے کہ ضروری اشیاء کی برآمد اور درآمد کے حوالے سے مقداری جانچ کی بنیاد پر برآمد یا درآمد کرنے والے ڈیلروں کو اجازت نامے یا لائسنس دینا نامعلوم نہیں ہے۔ واضح طور پر یہ فیصلہ کرنا قاعدہ سازی کرنے والی اتھارٹی کا کام ہو گا کہ کون سی جانچ مفاد عامہ کی ضروریات کو پورا کرے گا اور قومی بھلائی کے لیے صنعت کو کنٹرول کرنے میں کون سا طریقہ سب سے زیادہ مفید ہو گا۔ اس کے علاوہ، معیاری جانچ کو اپنانے سے بھی ان لوگوں کی تجارت ختم ہو سکتی ہے جو مذکورہ جانچ کو پورا نہیں کرتے ہیں۔ لیکن اس طرح کے نتیجے کو واضح طور پر آرٹیکل 19 کے تحت بنیادی حقوق کی خلاف ورزی نہیں سمجھا جاسکتا۔ کسی بھی تجارت کا کنٹرول اور ضابطہ، اگرچہ آرٹیکل 19، ذیلی آرٹیکل (6) کے معنی کے اندر معقول ہے، کچھ معاملات میں مذکورہ تجارت یا کاروبار کرنے والے کچھ افراد کو مشکلات کا باعث بن سکتا ہے اگر وہ جائز طور پر متعارف کردہ ریگولیٹری قواعد یا توضیحات کی ضروریات کو پورا کرنے سے قاصر ہیں۔ لیکن ایک بار یہ تسلیم ہو جائے کہ تجارت کا ضابطہ اور اس کا کنٹرول مفاد عامہ میں جائز ہے، تو یہ کسی ایسے شخص کے لیے کھلا نہیں ہو گا جو آرٹیکل 19(1)(g) کے تحت اپنے بنیادی حق کو پورا کرنے میں ناکام رہتا ہے اور زیر بحث ضابطہ یا اصول کی صداقت کو چیلنج کرتا ہے۔ اس لیے ہماری رائے میں آرٹیکل 19 کی بنیاد پر قوانین کی صداقت کو چیلنج کرنا ناکام ہونا چاہیے۔

آرٹیکل 14 کی بنیاد پر مذکورہ قوانین کی صداقت کو چیلنج بھی ناکام ہونا چاہیے، کیونکہ قواعد 18 اور 19 کے ذریعے کی گئی تاجروں کی درجہ بندی واضح طور پر عقلی ہے اور یہ ایک قابل فہم فرق پر مبنی ہے جو ایک طبقے کے تحت آنے والے افراد کو دوسرے طبقے کے تحت آنے والوں سے ممتاز کرتا ہے۔ یہ بھی واضح ہے کہ فرق کا قانون کے ذریعے حاصل کیے جانے والے مقصد سے عقلی تعلق ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے ہی نشاندہی کر چکے ہیں، ناریل کے ناریل کی اشیاء کی برآمدی تجارت نے بہت سی بدکاریوں کے وجود کو ظاہر کیا جس نے نہ صرف تجارت کے حجم کو متاثر کیا بلکہ بھارتیہ تاجروں کی ساکھ کو بھی متاثر کیا۔ اور اس بدقسمت نتیجے کی ایک اہم وجہ یہ تھی کہ برآمد کنندگان بعض اوقات اپنی صلاحیت سے کہیں زیادہ حکم قبول کرتے تھے اور یہ لامحالہ معاہدوں کو پورا نہ کرنے یا کمتر اشیاء کی فراہمی کا باعث بنتا تھا۔ اس حالت کو ٹھیک کرنے کے لیے تجارت کو منظم کرنا پڑتا تھا اور اس لیے ارادہ رکھنے والے برآمد کنندہ کو مقررہ کم از کم صلاحیت کے جائزے کو پورا کرنا اور رجسٹریشن کے لیے اس کی درخواست منظور ہونے سے پہلے مقررہ کم از کم حیثیت قائم کرنا ضروری تھا۔ اس سلسلے

میں یہ بتانا بھی مناسب ہو سکتا ہے کہ قوانین کو آپریٹو سوسائٹیوں کو کچھ متعلقہ جانچوں کے عمل سے استثنیٰ دینے پر غور کرتے نظر آتے ہیں؛ اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قانون سازی کا ارادہ چھوٹے تاجروں کو کو آپریٹو سوسائٹیاں بنانے اور ایسی سوسائٹیوں کی جانب سے برآمدی تجارت جاری رکھنے کی ترغیب دینا ہے؛ اور اس لیے اس دلیل کو قبول کرنا ممکن نہیں ہوگا کہ متنازعہ قوانین تجارت میں اجارہ داری کا باعث بنیں گے۔ اس طرح یہ واضح ہے کہ قواعد جس بنیادی مقصد کو حاصل کرنے کی تجویز کرتے ہیں وہ ناریل کی اشیاء کی برآمدی تجارت میں موجود بے ضابطگیوں اور بدعنوانیاں کو دور کرنا اور مذکورہ تجارت کو قومی معیشت کے مفاد میں ایک مضبوط اور پائیدار بنیاد پر رکھنا ہے۔ اس لیے ہم مطمئن ہیں کہ آئین کے آرٹیکل 14 کی خلاف ورزی کی بنیاد پر متنازعہ قوانین کو چیلنج بھی ناکام ہونا چاہیے۔

نتیجے میں ہم یہ مانتے ہیں کہ درخواست میں کوئی بنیاد نہیں ہے۔ اس کے مطابق یہ ناکام ہو جاتا ہے اور اخراجات کے ساتھ اسے خارج کر دیا جاتا ہے۔

درخواست خارج کر دی گئی۔